دشمنوں سے سلوک

اسوۃ الرّسولؐ کی روشنی میں

راقم: مکرم مبشر احمد خالد صاحب

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی رشد و ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام کا بابرکت سلسلہ جاری فرمایا۔ یہ قصرِ نبوت خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وجود پر مکمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی نوع انسان کی ہدایت و راہنمائی کے لئے قرآنِ کریم کی شکل میں ایک مکمل شریعت عطاء فرمائی۔ جس میں قیامت تک پیدا ہونے والے مسائل کا حل موجود ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو قرآن کریم کی عملی تصویر بنا کر اُمّت پر احسان عظیم کیا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عائشہ صدیقہؓ سے جب ایک مرتبہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ:

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرآن

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی عملی تصویر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تمام بنی نوعِ انسان کے لئے اُسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب:۲۲)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں تمہارے لئے کامل نمونہ موجود ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور پیار حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:۳۲)

یعنی اے رسولؐ! تو کہہ دے کہ (اے لوگو!) تم اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ بھی تمہیں اپنا محبوب بنالے گا۔

پس جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کریم ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس میں قیامت تک پیدا ہونے والے مسائل کا حل بھی موجود ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت میں قرآن کا عملی نمونہ بھی ہمارے پاس موجود ہے لہذا اب قیامت تک کسی نئی شریعت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

پس اس حقیقت کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سچے عاشق کے لئے ضروری ہے کہ وہ زندگی کے ہر معاملہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کی تقلید اور پیروی کرے جو حقیقی کامیابی کی ضمانت ہے۔

بسا اوقات لوگوں کو اپنے مخالفوں کی کسی حرکت سے کوئی ایسی تکلیف پہنچتی ہے جو اُن کی برداشت سے باہر ہو جاتی ہے۔ اور بعض اوقات وہ انتقام کی آگ سے ایسی کارروائیوں پر اتر آتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اُسوہ کے سراسر منافی ہوتی ہے۔ حالانکہ لوگ عشق رسول کے بڑے بڑے بلند وبانگ دعوے بھی کرتے ہیں مگر وہ فعل اس دعویٰ کی کھلم کھلا نفی کر رہا ہوتا ہے۔ ایسا طرزِ عمل دعوت الی اللہ میں روک بن جاتا ہے۔ جس سے ہماری دعوت کے مثبت نتائج نکلنے کی بجائے منفی نتائج پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں حالانکہ قرآن کریم میں ہمیں تعلیم دی گئی ہے کہ:

اُدْعُ اِلیٰ سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (النحل:۱۲۶)

یعنی (اے رسول) اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور اُن سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔

اس آیت کریمہ میں تربیت واصلاح اور دعوت الی اللہ کے لئے حکمت، عمدہ نصیحت اور مجادلہ حسنہ کو بنیادی شرط قرار دیا گیا ہے۔ آنحضرتؐ جو قرآن کریم کی عملی تصویر تھے آپ کی حیاتِ طیبہ سے بھی ہمیں ان جملہ اُمور کا عملی نمونہ نظر آتا ہے۔ لہٰذا تربیت اور دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں ہماری کوشش تب ہی نتیجہ خیز اور بارآور ثابت ہو سکتی ہیں۔ جب ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کی تقلید کرتے ہیں۔

اس مضمون کے پیش نظر اپنے دشمنوں، مخالفین اور بدخواہوں سے سلوک کے بارہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کا جائزہ لینا چاہئے جب ہم اس پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ آپ نے کس طرح اپنے جان کے دشمنوں اور خون کے پیاسوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم اور عملی نمونہ پیش کیا ہے۔

آپ کی رحمت وشفقت آپ کے تمام اخلاقِ حسنہ میں جلوہ گر تھی۔ اپنوں نے بھی اس کے جلوے دیکھے اور غیروں نے بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزار ہزار رحمتیں ہوں کہ آپ رؤوف ورحیم تھے اور رحمة لِلْعٰلمین تھے اسی لئے قرآن کریم نے فرمایا کہ

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِین (انبیاء:۱۰۸)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو نہیں مارا۔ نہ کسی عورت کو نہ خادم کو۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں آپ نے خوب جہاد کیا۔ آپ کو جب کبھی کسی نے تکلیف پہنچائی تو بھی آپ نے کبھی اس سے

انتقام نہیں لیا۔ ہاں جب اللہ تعالیٰ کے کسی قابل احترام مقام کی ہتک اور بے حرمتی کی جاتی تو پھر آپ اللہ تعالیٰ کی خاطر انتقام لیتے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ہی ایک دوسری روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضور اُحد والے دن سے بھی کوئی زیادہ تکلیف دہ دن آپ پر آیا؟ تو حضور نے فرمایا عائشہ تمہاری قوم سے مجھے بہت سی تکلیفیں پہنچیں ہیں لیکن عقبہ والے دن تو بہت زیادہ تکلیف اُٹھائی جب کہ پیغام حق پہنچانے کے لئے میں طائف میں ابن عبد یا لیل کے پاس گیا اور اُس نے میری کوئی مدد نہ کی اور لوگوں کا تشدّد اِس قدر بڑھا کہ میں شدتِ غم اور تھکاوٹ کی وجہ سے یہ بھی نہ جان سکا کہ میں کس طرف جا رہا ہوں یہاں تک کہ قرنِ ثعالب کی اوٹ میں کچھ ستانے کے لئے بیٹھ گیا وہاں پر جب میں نے اپنا سر اُوپر اٹھایا تو دیکھا کہ بادل سایہ کئے ہوئے ہے اور اُس میں جبرائیل ہے جبرائیل نے کہا اللہ نے وہ تمام باتیں سن لی ہیں جو تیری قوم نے تجھے کہی ہیں اور جو تکالیف تجھے پہنچائی ہیں۔ میرے ساتھ اللہ نے پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے تا کہ جو بھی تم اس قوم کے بارہ میں فیصلہ کرو اس کو بجالاوے۔ پھر پہاڑ کے فرشتے نے بھی مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمدؐ میں مَلک الجبال ہوں مجھے تمہاری مدد کے لئے بھیجا ہے آپ مجھے جو بھی حکم دیں گے میں بجالاؤں گا اگر آپ کہیں تو ان دو پہاڑوں کو آپس میں ملا دوں اور اس کے درمیان رہنے والوں کو پیس دوں تو میں ایسا کردوں گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑوں کے فرشتہ کو کہا کہ مجھے اُمید ہے کہ ان لوگوں کی نسل سے نیچے والے اور خدائے واحد کی عبادت کرنے والے افراد پیدا ہوں گے اس لیے میں ان لوگوں کو نیست و نابود کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

(مسلم کتاب الجہاد)

جنگ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دانت شہید ہوگئے خود کی کڑیاں کنپٹی میں جا گھسیں۔ رُخ انور سے خون بہنے لگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اِن شقی القلب ظالموں کے لئے بدعا کیجئے۔ تو اُس تکلیف میں بھی جب کہ جنگ ہو رہی تھی اور مخالفانہ جذبات کا انتہاء پر ہونا لازمی امر تھا مگر پھر بھی آپ نے فرمایا:

''میں لعنت کرنے نہیں بھیجا گیا۔ مجھے تو خدا کی طرف سے بلانے والا اور سراپا رحمت بنایا گیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۔ یعنی اے اللہ! میری قوم کو ہدایت عطا فرما کیوں کہ وہ نہیں جانتے۔''

غزوہ ذات الرقاع سے واپسی پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ تھلگ ہو کر ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے تو آپ کے ایک جانی دشمن غوث بن حارث نے موقع پا کر حضور کی تلوار اُٹھالی۔ اور حضور سے کہا کہ اب کون تمہیں میرے ہاتھ سے بچا سکتا ہے۔؟'' آپ نہایت اطمینان سے بولے ''اللہ!'' یہ سننا تھا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ اب آپ نے وہ تلوار اُٹھالی اور اس سے پوچھا۔ ''بتاؤ اب تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟'' وہ کپکپاتے ہوئے

کہنے لگا کہ ''آپ مجھ پر رحم فرمائیں'' یہ سُن کر آنحضرتؐ کے جذبہ رحمت نے جوش مارا آپ نے اُسے معاف فرمادیا۔
(بخاری کتاب المغازی)

آنحضرتؐ نے کفار مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آ کر ہجرت مدینہ کا قصد کیا اور پھر مدینہ میں بھی دشمن اپنی کارروائیوں سے باز نہ آیا۔ جب اللہ کی نصرت وتائید سے آپ کو مکہ فتح کرنے کی سعادت نصیب ہوئی تو آپ نے کمال عفو و درگزر کا ثبوت دیتے ہوئے اعلان فرمادیا کہ

لَاتَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ فَاذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ

یعنی آج تم سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا پس جاؤ تم کو آزاد کر دیا۔

آنحضرتؐ کے اس مثالی عفو و درگزر کے نتیجہ میں سینکڑوں لوگ ایمان کی نعمت سے بہرہ ور ہوئے۔ اور آپ کے اسی اعلان سے متاثر ہو کر آپ کے خون کے پیاسے ابوجہل کا بیٹا عکرمہ بھی آپ پر ایمان لایا اور آپ نے اُسے معاف کر دیا۔
(سیرۃ الطبیہ جلد نمبر ۳ صفحہ ۹۲ مطبوعہ بیروت)

ہندہ خاندانِ نبوت کی قدیم ترین دشمن تھی۔ جنگ اُحد میں حضرت حمزہؓ کے کلیجہ کو اُس نے چبایا تھا اور بعض شہیدوں کا مُثلہ کر دیا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر آنحضرتؐ نے اُسے بھی معاف کر دیا جس کے نتیجہ میں وہ مشرف باسلام ہوئی اور اپنے جذبات کا ان الفاظ میں اظہار کیا کہ

''یا رسول اللہ! سطح زمین پر آپ کے گھرانے سے زیادہ کوئی گھرانہ مجھے مبغوض نہ تھا۔ لیکن آج آپ کے گھرانے سے زیادہ کوئی گھرانہ مجھے محبوب نہیں۔'' (سیرۃ الطبیہ جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۱۸ مطبوعہ بیروت)

چند واجب القتل مجرموں میں ایک شخص ھبار بن الاسود بھی تھا۔ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ پر مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت نیزے سے قاتلانہ حملہ کیا اور وہ اُونٹ پر سے ایک پتھریلی زمین پر گر گئیں۔ اس حادثہ کے نتیجہ میں اُن کا حمل ضائع ہو گیا اور بالآخر یہی چوٹ اُن کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی۔ عفو و درگزر کے اس عظیم پیکر نے اپنی پیاری بیٹی کے اس قاتل کو بھی معاف فرمادیا۔ (سیرۃ الطبیہ جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۰۶ مطبوعہ بیروت)

صفوان بن امیہ مشرکین مکہ کے ان سرداروں میں سے تھا جو عمر بھر مسلمانوں سے نبرد آزما رہے۔ فتح مکہ کے موقع پر عکرمہ کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے اعلان امن کے باوجود خالد بن ولید کے اسلامی دستے پر حملہ آور ہوئے تھے پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان کے لئے بطور خاص کسی سزا کا اعلان نہیں فرمایا۔ حتّٰی کہ صفوان کو معاف فرمادیا۔
(موطاء امام مالک کتاب النکاح)

واجب القتل مجرموں میں سے ایک مجرم وحشی بن حرب بھی تھا۔ جس نے اپنی غلامی سے آزادی کے لالچ میں

غزوہ احد میں سامنے آ کر مقابلہ کرنے کی بجائے چھپ کر آنحضرتؐ کے چچا حمزہؓ پر قاتلانہ حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ فتح مکہ کے بعد وحشی کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف فرمادیا۔ (سیرۃ الطبیہ جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۱۸ مطبوعہ بیروت)

حارث بن ہشام اور زھیر بن امیہ بھی عکرمہ اور صفوان کے ساتھیوں میں سے تھے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امان قبول کرنے کی بجائے مزاحمت کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ فتح مکہ کے بعد پشیمان تھے کہ نا معلوم ان کے ساتھ کیا سلوک ہو۔ چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا زاد بہن اُمِ ھانی کی سفارش کروائی جس پر آنحضرتؐ نے انہیں بھی معاف فرمادیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد نمبر ۴ صفحہ ۹۲ مطبوعہ بیروت)

آنحضرتؐ کے اس خلق عظیم کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ:

''اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تو ان کے لیے نرم ہو گیا اور اگر تو تُند خو اور سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے بھاگ جاتے۔ پس ان سے عفو و درگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دُعا کر۔'' (آل عمران: ۱۶۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو قرآن کریم کا عملی نمونہ تھے آپ نے اس تعلیم پر ایسا عمل کر دکھایا کہ جس کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔

پس اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوہ حسنہ کو اپنائیں تو ہمارے سارے جھگڑے ختم ہو جائیں۔ اور باہمی رنجشیں دُور ہو جائیں۔ اور ایک دوسرے سے ناراضگیوں اور غصے کے نتیجہ میں جو ہماری صحتوں پر برا اثر پڑتا ہے اُس سے ہم محفوظ رہ سکتے ہیں اور ہمارا معاشرہ پُر امن اور جنت نظیر معاشرہ بن سکتا ہے اور اس طرح ہماری دعوت الی اللہ ثمر آور نتیجہ خیز ثابت ہوسکتی ہے۔

(بقیہ از صفحہ ۴۰) مکرم چوہدری نصیر احمد وڑائچ (۴۶ شمالی سرگودھا)، مکرم محمد لطیف ملک (کھاد فیکٹری ملتان شرقی)، مکرم ہومیو ڈاکٹر رفیق احمد خان (گلگشت کالونی ملتان شرقی)، مکرم ظفر احمد قریشی (ملتان کینٹ)، مکرم فضل الرحمٰن ملک (پاک عرب کھاد فیکٹری ملتان)، مکرم سعید احمد سعید (ملتان غربی)، مکرم رسالدار مشتاق احمد (چیچہ وطنی ضلع ساہیوال)، مکرم سید اعجاز المبارک منیر (چک ۱۱/۱۶ ایل آر ساہیوال)، مکرم عمر حیات لنگاہ (رسالپور کینٹ نوشہرہ)، مکرم امان اللہ سیال (قصور)، مکرم علی اکبر (گوجرانوالہ شرقی)، مکرم ڈاکٹر منظور احمد (پشاور شمالی)، مکرم ارشاد احمد (پشاور شہر شمالی)، مکرم پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال (پشاور شہر شمالی)، مکرم مقبول احمد چوہدری، مکرم محمد ادریس فاروقی (بہاولنگر)، مکرم نذیر احمد خادم (چک ۱۸۴/۷۔آر بہاولنگر)، مکرم حکیم محمد افضل فاروقی (اوچ شریف بہاولپور)، مکرم عبدالرحیم بھٹہ (بورے والا)، مکرم چوہدری اقبال احمد اختر (پتوکی قصور)، مکرم نسیم احمد وسیم، (میرپور خاص)، مکرم عبدالمجید زاہد (کنری میرپور خاص)، مکرم محمود احمد انور ابڑو (لاڑکانہ شہر)، مکرم محمد سرور ابڑو (لاڑکانہ شہر)، مکرم نصیر احمد گوندل (کھوسکی بدین)، مکرم مبشر احمد فرخ (لطیف آباد حیدر آباد)، مکرم محمد شفقت چیمہ، مکرم انجینئر محمد لطیف (راہوالی گوجرانوالہ)، مکرم منور احمد ناصر (گوجرانوالہ شرقی)، مکرم مرزا وسیم احمد (خانیوال شہر)

(مرسلہ: قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)